وَقَفَاتٌ مع فیروس کُورُونَا

کورونا وائرس سے متعلق اسلامی ہدایات

محاضرہ از

فضیلۃ الشیخ الدکتور محمد بن غیث غیث حفظہ اللہ

(شارجہ)

ترجمہ

ابو فہد نیاز احمد سنابلیؔ

(استاذ الاحسان انگلش ہائی اسکول)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مترجم

زیرِ نظر کتابچہ میں وبائی امراض سے متعلق چند اسلامی ہدایات ذکر کئے گئے ہیں، جسے فضیلۃ الدکتور محمد بن غیث غیث حفظہ اللہ نے بارہ نکات میں بڑے ہی عمدہ انداز میں پیش کیا ہے، جسے بفضل الٰہی اردو زبان میں ترجمہ کی سعادت نصیب ہوئی، فللّٰہ الحمد علی ذٰلک۔

****

تمہید

الحمدلله رب العالمين، وصلى الله وسلم على نبينا محمد أشرف الأنبياء وإمام المرسلين، صلوات الله عليه وعلى آله وصحبه والتابعين، وعلى من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

أما بعد:

محترم قارئین! اِن دنوں عالمی سطح پر ایک خطرناک وبا ''کورناوائرس''، کی شکل میں عام ہے، آج کے محاضرہ میں ہم اسی پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

کرونا نامی وائرس؛ آنکھوں سے نہ دکھائی دینے والا انتہائی دقیق وباریک وائرس ہے، جو مائکرواسکوپ سے کئی گنا زوم (Zoom) کرنے کے بعد ہی نظر آتا ہے، اس بیماری میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے لوگ خوف زدہ ہیں، احتیاطاً کئی ملکوں نے اپنے بارڈر سیل کردئے ہیں، سفر پر پابندی عائد کردی، اس بیماری کے سامنے پوری دنیا لاچارو بےبس نظر آرہی ہے، بزنس اور ایکنامی (Economy) پر بھی اس کا گہرا اثر پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اس بیماری سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

****

کورونا وائرس سے متعلق چند اسلامی ہدایات حسبِ ذیل ہیں:

یہ ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کی تقدیر، ارادے ومشیت سے ہی ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ [القمر:۴۹]

بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے سے پیدا کیا ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا﴾ [الأحزاب:۳۸]

اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کئے ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں تحریر فرمادی تھی"۔ [صحیح مسلم:۲۶۵۳]

معلوم ہوا کہ جملہ امراض وغیرہ اللہ کی تقدیر سے ہی واقع ہوتی ہیں۔

یہ وائرس اور طاعون کی بیماریاں اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، جسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بھیجتا ہے، تاکہ وہ اپنے غافل بندوں کو ڈرائے اور بندے نصیحت حاصل کریں (توبہ کریں)۔ ان بیماریوں کے ذریعہ جہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا احساس ہوتا ہے وہیں دوسری طرف انسان کی کمزوری کا اظہار بھی ہوتا ہے، اللہ کی یہ سنتِ آزمائش گذشتہ امتوں میں بھی جاری رہی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ [الفتح:۷]

اور اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ﴾ [الأعراف:٩٤] اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے گزر چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے، سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا، تا کہ وہ اظہارِ عجز کرسکیں۔

یہ یقین رہے کہ انسان کے گناہوں کی وجہ سے ہی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، اور توبہ و رجوع الی اللہ سے ٹال دی جاتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ [الشوریٰ:٣٠]

تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہونچتی ہیں وہ تمہارے اپنے کرتوت کا بدلہ ہے، اور وہ تو بہت سے باتوں سے در گزر فرما دیتا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا“۔

اے مہاجروں کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گے (تو تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ (بری خلصتیں) تم کو لاحق ہوں۔ جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گزرے ہوئے لوگوں میں نہیں تھیں۔ [سنن ابن ماجہ:٤٠١٩]

ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ففي هذه الأحاديث قد يقع عقوبةٌ بسببِ المعصية؛ فظهورُ الفواحشِ مِن أعظم أسبابِ ظهورِ الطواعين، والأمراضِ المستعصيةِ في الناسِ، وحلولِ العقوباتِ الإلٰهية عليه“۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ طاعون گناہوں کے سبب واقع ہوتا ہے، یعنی وبائی بیماریاں اور عذاب الٰہی کے نزول کا ایک اہم سبب محاشیت و بے حیائی کا سماج عام ہونا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

”ما نزل بلاء الا بذنب وما رفع الا بتوبة“۔

ہر مصیبت کے نازل ہونے کا سبب گناہ ہے، اور اس کے خاتمے کا ذریعہ توبہ ہے۔

چنانچہ لوگوں پر واجب ہے کہ جب بھی ان پر مصیبت آئے اور وہ اس سے نجات چاہتے ہوں تو وہ اللہ کی جانب رجوع کریں اور توبہ کریں۔

❁ **ہمارے ایمانیات میں سے ہے کہ بندہ اپنی تقدیر سے بھاگ نہیں سکتا**، اللہ نے جو تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا، جو ملنے والا ہے وہ مل کر رہے گا، ہم کتنے بھی الرٹ رہیں تقدیر غالب آ کر رہے گی، اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوسکتا، آدمی کا دین اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتا، جب تک کہ اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر کو تسلیم نہ کرلے، اور یاد رہے کہ اللہ کے کئے گئے فیصلے اور تقدیر پر ایمان لائے بغیر کسی کی زندگی خوشگوار نہیں ہوسکتی۔

ابراہیم بن اسحاق الحربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

”أجْمَع عُقَلاَء كُلِّ مِلَّة أَنَّهُ مَن لَمْ يجر مَعَ القَدَرِ لَمْ يتهنَّأ بِعَيْشِهِ“۔

ہر ملت کے عقلمندوں کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ جو تقدیر کے ساتھ نہیں چلتا وہ زندگی میں خوش نہیں رہ سکتا۔ [صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی: ۱/ ۵۱۲]

ایمان کے ساتھ بے چینی اور قلق جاتا رہتا ہے، لہذا جب آپ مومن ہیں تو آپ پر واجب ہے کہ تقدیر سے راضی رہیں، اور یہ سمجھیں کہ مصیبتوں میں آپ کے لئے خیر پوشیدہ ہے، اسی لئے آپ کے رب نے آپ پر بھیجا ہے، چنانچہ جزع فزع کرنا ایمان کے منافی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

"لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةٌ، وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَه"۔

ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، اور بندہ ایمان بالقدر کی حقیقت کو اس تک نہیں پہونچ سکتا ہے جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے کہ جو اسے ملا ہے وہ اس سے فوت نہیں ہونے والا تھا، اور جو نہیں ملا وہ اسی لئے نہیں ملا کیونکہ وہ اسے ملنے والا نہیں تھا۔ [مسند أحمد: ۲۷۴۹۰]

معلوم ہوا کہ دنیا تقدیر کے حساب سے چل رہی ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے، جیسا کہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے، وہ جو دینا چاہے کوئی روک نہیں سکتا، اور جو روک دے کوئی دے نہیں سکتا، جو چاہ لے کوئی ٹال نہیں سکتا، اور جو ٹال دے کوئی حاصل نہیں کر سکتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ:

"وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتْ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتْ الصُّحُف"۔

یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔ [سنن الترمذی: ۲۵۱۶]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا﴾ [الحدید: ۲۲]

نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے، نہ خاص تمہاری جانوں میں، مگر اس سے پہلے کہ ہم پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔

تقدیریں ازل تا ابد لکھی جا چکی ہیں، اور ہم اللہ کی تقدیر کے مطابق ہی سرگرداں ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

﴿قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [التوبۃ: ۵۱]

آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہنچ ہی نہیں سکتی، وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے، مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا:

﴿مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [التغابن: ۱۱]

آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز پہونچ ہی نہیں سکتی، وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے، مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے۔

علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''هي المصيبة تصيبُ الرجلَ فيعلمُ أنها من عند الله، فيسلِّمُ لها ويرضیٰ''۔

یہ مصیبت جو انسان کو لاحق ہوتی ہے، اسے جاننا چاہئے کہ یہ اللہ کے جانب سے ہے، چنانچہ اسے راضی برضا تسلیم کرنا چاہئے۔ [تفسیر طبری]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''لَئِنْ أعَضُّ عَلى جَمْرَةٍ حَتّى تُطْفَأ أحَبُّ إلَيَّ مِن أنْ أقُولَ لِأمْرٍ قَضاهُ اللَّهُ: لَيْتَهُ لَمْ يَكُنْ''۔

اگر میں آگ کے انگارے سے اس کے ٹھنڈا ہونے تک چمٹا رہوں، تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ میں اللہ کے کسی فیصلے کے بارے میں کہنے لگ جاؤں کہ: کاش ایسا نہ ہوتا۔ [القضاء والقدر للبیھقی: ۱/ ۳۰۳]

عبادہ بن صامت رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا:

''الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَتَصْدِيقٌ بِهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ". قَالَ : أُرِيدُ أَهْوَنَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "السَّمَاحَةُ، وَالصَّبْرُ ". قَالَ: أُرِيدُ أَهْوَنَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "لَا تَتَّهِمِ اللَّهَ فِي شَيْءٍ قَضَى لَكَ بِهِ ".

اللہ پر ایمان لانا، اور اس کی تصدیق کرنا، اور اس کے راستے جہاد کرنا۔ یہ سن کر اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول میں اس سے بھی زیادہ آسان چیز چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا: عفو و درگذر اور صبر۔ اس سے کہا اے اللہ کے رسول اس سے بھی کچھ آسان بتائیے، آپ نے فرمایا: تو اس چیز کو لے کر اللہ کو برا بھلا نہ کہہ جو اس نے تمہارے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔ [مسند أحمد: ۲۲۷۱۷]

خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ کا ہر فیصلہ مومن کے حق میں خیر ہوتا ہے:

جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ

لأَحَدٍ إلاَّ لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَه‘‘۔ مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا ہر معاملہ خیر و بھلائی والا ہوتا ہے۔اور یہ (خصوصیت) صرف مومن کے لئے ہی ہوتی ہے۔(وہ اس طرح سے کہ) اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا شکرادا کرتا ہے۔پس یہ (شکرادا کرنا) اس کے لئے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے، تو وہ صبر کرتا ہے پس یہ (مصیبت میں صبر کرنا) اس کے لئے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے۔[صحیح مسلم:۲۹۹۹]

یہ وائرس من جملہ ان وبائی بیماریوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس امت کے مسلمانوں کے لئے باعثِ رحمت بنایا ہے، جس کے ذریعہ وفات پر شہادت کا درجہ ملتا ہے، تو جسے یہ بیماری لاحق ہو اور وہ اس پر صبر کرے حتی کی اس کی موت ہو جائے تو اللہ کے نزدیک وہ شہید لکھا جاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

’’الطّاعونُ شهادةٌ لأُمَّتي ورحمةٌ لهم ورجسٌ على الكافر‘‘۔[مسند أحمد:۲۰۷۸۶]

طاعون (میں موت) میری امت کے لئے شہادت اور رحمت ہے، اور کافروں کے لئے عذاب ہے۔

شرحبیل بن شفعہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، تو (طاعون کے متعلق) آپ نے فرمایا:

’’إِنَّهُ دَعْوَةُ نَبِيِّكُمْ، وَرَحْمَةُ رَبِّكُمْ، وَمَوْتُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ‘‘۔[مسند أحمد:۱۷۷۵۴]

طاعون تمہارے نبی کی دعا کے سبب ہے، اور تمہارے رب کی رحمت کا باعث ہے، نیز تم سے پہلے صالحین کی موت کا سبب ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں یہ روایت مذکور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’الطّاعُونُ شَهادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ‘‘۔

طاعون (سے موت) ہر مسلمان کے شہادت ہے۔[صحیح البخاری:۲۸۳۰،ومسلم:۱۹۱۶]

نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ، فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ، فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا، يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيدِ"۔

"طاعون (اللہ کا) عذاب ہے، وہ اسے جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اہل ایمان کے لیے باعث رحمت بنا دیا؛ اب کوئی بھی اللہ کا بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون پھوٹ پڑا ہو اور یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے وہ اس کو ضرور پہنچ کر رہے گا تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملے گا"۔[صحیح البخاري:۵۷۳۴]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

"الطّاعونُ شَهادةٌ لأمَّتي، مَن ماتَ فيهِ ماتَ شَهيدًا، ومَن أقامَ فيهِ كانَ كالمرابطِ في سبيلِ اللَّه، ومَن فرَّ منهُ كانَ كالفارِّ منَ الزَّحفِ"۔

طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے، جو اس بیماری میں مرگیا وہ شہید ہے، اور جو اس علاقہ میں ٹھہرا رہے وہ اسلامی سرحد کی حفاظت کرنے والے مجاہد کی طرح ہے، اور جو اس طاعون زدہ علاقہ سے بھاگ جائے وہ جنگ سے فرار اختیار کرنے والے کی طرح ہے۔[مسند أحمد:۲۶۲۲۵،المعجم الأوسط:۵۵۳۱]

موت ایک نہ ایک آنی ہی ہے، جو تلوار سے نہیں مرے گا وہ کسی اور چیز سے ضرور مرے گا، سب سے افضل موت شہادت کی موت ہے۔

جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملک شام میں طاعون پھیلا، تو اس میں پچیس ہزار مسلمان جان

بحق ہوئے۔

❁ اسی طرح واضح رہے کہ جب کسی شہر میں وبائی بیماری پھیلے تو وہاں کے لوگوں پر وہیں ٹھہرے رہنا واجب ہے، اور وہاں سے نکلنا حرام ہے۔

عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم کسی علاقے کے متعلق سنو کہ وہاں وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ، اور جب کسی ایسی جگہ وبا پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے فرار اختیار کرتے ہوئے مت نکلو"۔ [صحیح البخاري: ۶۹۷۳، صحیح مسلم: ۲۲۱۹]

ایک اور حدیث میں وہاں ٹھہرنے کی فضیلت اور وہاں سے فرار اختیار کرنے کی مذمت بھی بیان ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَن أقامَ فيهِ كانَ كالمرابطِ في سبيلِ اللَّه، ومَن فرَّ منهُ كانَ كالفارِّ منَ الزَّحف"۔ جو طاعون زدہ علاقہ میں ٹھہرا رہے وہ اسلامی سرحد کی حفاظت کرنے والے مجاہد کی طرح ہے، اور جو اس طاعون زدہ علاقہ سے بھاگ جائے وہ جنگ سے فرار اختیار کرنے والے کی طرح ہے۔ [مسند أحمد: ۲۶۲۲۵، المعجم الأوسط: ۵۵۳۱]

سوال: آج مختلف حکومتیں اپنے ان باشندوں کو جو دوسرے شہروں میں ہیں، انہیں وہاں سے نکال رہے ہیں تو کیا یہ مذکورہ حدیث سے متعارض ہے؟

جواب: نہیں، یہ عمل حدیث سے متعارض نہیں ہے، کیونکہ مریض کو نکال کر عام لوگوں کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا جا رہا ہے، جبکہ حدیث میں ممانعت اسی وجہ سے ہے، بلکہ مریض کو مستقل الگ جگہ رکھ کر اس کا علاج کیا جاتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لا يُورِدُ المُمْرِضُ على المُصِحِّ“۔

بیمار کو صحت مند کے پاس نہ لاؤ۔(یا بیمار اونٹ والا اپنے اونٹ کو صحت مند اونٹ کے پاس نہ لائے)۔[صحیح البخاري:۵۷۷۴،صحیح مسلم:۲۲۲۱]

مذکورہ احادیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔کسی شخص کو وبائی مرض میں مبتلا شہر سے نکال کر عام صحت مند محفوظ لوگوں کے درمیان چھوڑ دینا جائز نہیں ہے۔

۲۔ایسے ہی کسی مریض کے لئے وباز دہ علاقے سے بھاگ کر دوسری جگہ جا کر چپکے سے ٹھہر جانا بھی جائز نہیں ہے،ایسا کرنا نہ صرف گناہ ہے،بلکہ یہ عمل ایسے ہی جیسے کوئی جنگ سے بھاگ آیا ہو۔

۳۔نیز کسی وبائی مریض کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ مریضوں کے لئے مخصوص کردہ جگہ سے باہر نکلے۔

۞ وبائی مرض سے چوکنا رہنا ، احتیاط کرنا ، علاج کے اسباب اختیار کرنا تقدیر پر ایمان کے منافی نہیں ہے، لہذا ماسک وغیرہ پہننا،بھیڑ بھاڑ سے دور رہنا،بغیر کسی اشد ضرورت کے سفر سے پرہیز کرنا؛یہ سب تقدیر کے منافی نہیں ہے۔جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

”وفِرَّ مِنَ المَجْذُومِ كما تَفِرُّ مِنَ الأسَد“۔

کوڑھ کے مریض سے ایسے ہی بھاگو جیسے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہو۔[صحیح البخاری:۵۷۰۷]

نیز ایک جگہ فرمایا:

”لا يُورِدُ المُمْرِضُ على المُصِحِّ“۔بیمار کو صحت مند کے پاس نہ لاؤ۔[صحیح مسلم:۲۲۲۱]

اور فرمایا:

”يَا عِبَادَ اللَّهِ تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً“۔

اللہ کے بندو! علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی ہے۔[سنن الترمذی:۲۰۳۸]

اور جب عمر رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں پھیلے طاعون کی خبر ملی اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ لوگوں کو لے کر واپس چلے جائیں تو ان سے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا:

”أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ؟ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ، وَالأُخْرَى جَدْبَةٌ، أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ؟“۔

کیا اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش! یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی (تو میں اسے ضرور سزا دیتا)، ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم انہیں لے کر کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز شاداب اور دوسرا خشک، کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہوگا۔ اور خشک کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا۔ [صحیح البخاری:۵۷۲۹، صحیح مسلم:۲۲۱۹]

ثابت یہ ہوا کہ تحفظ کے لئے اسباب اختیار کرنا دین ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ“۔

جس نے صبح کو سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے زہر نقصان پہنچا سکے گا نہ جادو۔ [صحیح البخاری:۵۷۶۹، صحیح مسلم:۵۳۳۹]

اس حدیث میں مرض میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی سبب اختیار کرنے کا ذکر ہے۔

۞ حفظانِ صحت کی شرعی تدابیر میں سے دعا اور اذکارِ نبویہ ہیں، بلکہ یہ بیماریوں اور مصیبتوں سے بچاؤ کا محفوظ ترین ذریعہ ہے۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ“۔ تقدیر کو محض دعا ٹالتی ہے۔ [سنن ابن ماجہ: ۹۰]

اور نبی کریم ﷺ لوگوں کو یہ حکم دیا کرتے تھے کہ:

”اسْأَلُوا اللَّهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنْ الْعَافِيَةِ“۔

اللہ سے (گناہوں سے) عفو و درگزر اور مصیبتوں اور گمراہیوں سے عافیت طلب کرو، کیوں کہ ایمان و یقین کے بعد کسی بندے کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔ [سنن الترمذی: ۳۵۵۸، سنن ابن ماجہ: ۳۸۷۱]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

”اللَّهمَّ إنِّي أَعوذُ بِكَ مِنَ البَرَصِ، وَالجُنونِ، والجُذَامِ، وسيِّءِ الأَسْقامِ“۔

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں؛ برص سے، پاگل پن سے، کوڑھ سے اور جملہ بری بیماریوں سے۔ [سنن أبي داود: ۱۵۵۴]

لہذا انسان کو اپنے رب سے بلاؤں کے ٹال دینے کی دعا کرتے رہنا چاہئے،

ابان بن عثمان اپنے والد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص شام کو یہ دعا تین مرتبہ پڑھے اسے صبح تک کوئی ناگہانی آفت نہیں لاحق ہوگی۔

”بِسْمِ اللهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلَا فِي السَّماءِ وهُوَ السَّميعُ العَليمُ“۔

اور جو صبح کو تین مرتبہ یہ دعا پڑھے اسے شام تک کوئی نا گہانی آفت نہیں لاحق ہوگی۔[سنن أبي داود:٥٠٨٨، سنن الترمذي:٣٣٨٨وغیرہ]

اسی طرح نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ’’مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی تھی وہ یہ ہے:

’’لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ‘‘۔

سو جو بھی کسی معاملے میں اِس دعا کے ذریعہ اپنے رب سے فریاد کرے، تو اللہ اسے ضرور قبول فرماتا ہے‘‘۔[سنن الترمذي:٣٥٠٥، مسند أحمد:١٤٦٢]

۞ اس کرونا وائرس سے متعلق بہت ساری باتیں بعض لوگ بغیر تحقیق کے بھی پیش کرتے ہیں، لہٰذا معتبر عالمی ادارۂ صحت، یا محکمۂ صحت کی رپورٹ کو سامنے رکھیں، نیز حکومت کی طرف سے جاری کردہ ہدایات پر حتی الامکان عمل کریں، شوشل میڈیا وغیرہ سے نشر کردہ خبروں پر اعتماد نہ کریں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

’’كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ‘‘۔

آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے۔[صحیح مسلم:٥]

لہٰذا اپنے کان، آنکھ، زبان اور قلم کو محفوظ رکھیں، اور لوگوں میں خوف و دہشت کا ماحول نہ پیدا کریں۔

۞ بیماری کو برا بھلا کہنے سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا کریں۔

یہ نہ کہیں کہ اس مرض سے بچاؤ کی تدبیر میں ذمہ داران تساہل سے کام لے رہے ہیں، کیونکہ مصیبتیں اور آزمائشیں اللہ کی جانب سے ہوتی ہیں، چنانچہ سب وشتم کرنا اسلام کے خلاف ہے، اسلامی اخلاق کے منافی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان یعنی اچھے ڈھنگ سے اسے انجام دینے کا حکم دیا ہے، اس

لئے بندہ کو بات بھی اچھی کہنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے دین رحمت رحم کرنے والوں پر اتارا ہے، وہ سخت دل سے اپنی رحمت اٹھالیتا ہے۔

❁ **تاجروں کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ لوگوں کی ضرورتوں کا سامان مہنگا کر کے نہ بیچیں**، نہ ہی احتکار یعنی اسٹاک کر کے قیمتیں بڑھائیں، ایسا ایک مومن کو زیب نہیں دیتا۔

پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

”لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ“۔

گناہ گار کے سوا کوئی اور شخص ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا۔[صحیح مسلم:۱۶۰۵]

امام نووی رحمہ اللہ اہل لغت کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”الخاطیٔ ہمزہ کے ساتھ اس کے معنی گنہگار کے ہیں“۔

یہ حدیث ذخیرہ اندوزی کی حرمت پر صریح دلالت کرتی ہے، احتکار یا ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ آپ کسی میڈیکل یا دوکان پر حفاظتی سامان یا کوئی اور سامان خریدنے جائیں تو وہ کہہ دے کہ ہمارے پاس نہیں ہے، حالانکہ اس کے پاس وہ سامان ہو، مگر صرف قیمت بڑھانے کے لئے اس نے ایسا کیا ہو، یہی احتکار ہے، جو کہ خلافِ مروت، خلافِ شریعت اور بداخلاقی والا عمل ہے، ایسے ہی موقعوں پر انسان کی اصلیت سامنے آجاتی ہے، وہ شخص گھٹیا ہے جو لوگوں کی ضروریات پر اپنے مفاد کو مقدم رکھتا ہو۔

❁ **ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہوتا ہے**، وہ سب ایک سیسہ بلائی ہوئی دیوار کے مانند ہوتے ہیں، ایک جسم وجان کی طرح ہوتے ہیں ایک دوسرے پر مہربان، مصیبت میں غم گسار و معاون ہوتے ہیں، لہذا ضروری ہے کہ سب مل کر متحد ہو کر رہیں، رعایا اپنے حاکم کا ساتھ دے، رعایا اپنے ملک کے ذمہ داروں کا سپورٹ کریں، جماعت رحمت ہے، اس کے ذریعہ کام آسان ہو جاتا ہے، اس کے

ذریعہ مصلحتیں حاصل ہوتی ہیں، مفاسد کا خاتمہ ہوتا ہے، اور خیر عام ہوتا ہے۔
لہذا سرکاری باتوں کی مخالفت کرنا مناسب نہیں، اس سے بچیں، جو باتیں ہمارے حق اور مفاد میں جاری کی جاتی ہیں ہمیں اس کا استقبال کرنا چاہئے، اولو الأمر کی طاعت واجب ہے، اور عمومی مصلحتیں ذاتی مفاد پر مقدم ہیں۔

خوف اور دہشت کی وجہ سے دین کے نام پر خود ساختہ کوئی بدعی علاج نہیں کرنا چاہئے، بلکہ اللہ سے رجوع کریں، رجوع الی اللہ اور اس کی بندگی ہر فردِ بشر سے مطلوب ہے، لیکن اس کا طریقہ وہی ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور نبی ﷺ کی زبانی بتایا ہے۔
لہذا جو حضرات مصیبتوں کو ٹالنے کے لئے ایک خاص قسم کی دو رکعت نماز پڑھنے کی باہم وصیت کرتے ہیں ایسی کوئی نماز شریعت سے ثابت نہیں۔
نبی ﷺ کا ارشاد ہے:
"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"۔
جس نے ایسا عمل کیا، جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔
نیز حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:
"كلُّ عبادةٍ لا يتعبدُها أصحابُ رسولِ اللهِ ﷺ فلا تعبدوها، فإن الأولَ لم يدعْ للآخرِ مقالًا. فاتقوا اللهَ يا معشرَ القراءِ وخذوا طريقَ من كان قبلكم"۔
ہر وہ عبادت جو اصحابِ رسول ﷺ سے ثابت نہ ہو، تم اسے عمل میں نہ لاؤ، کیونکہ پہلوں نے بعد کے لوگوں کے لئے کچھ کہنے اور ایجاد کرنے کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ پھر کہا: اے قاریوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اپنے سے پہلوں کے طریقہ کو لازم پکڑو۔

[إصلاح المساجد للألبانی: ۱۲، علامہ البانی کہتے ہیں: "لم أره في السنن"]

سفیان الدارانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"لَيْسَ يَنْبَغِي لِمَن أُلْهِمَ شَيْئًا مِنَ الخَيْرِ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ حَتّى يَسْمَعَهُ فِي الأثَرِ"۔

جس شخص کے دل میں نیکی کا کوئی خیال آئے تو اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ اس کے بارے میں کسی صحیح حدیث سے دلیل نہ مل جائے۔ [حلیۃ الأولیاء: ۹/۲۶۹]

یہ امراض اور وبائی بیماریاں کوئی نئی بیماری نہیں ہے، کہ جس کے لئے کوئی نئی عبادت ایجاد کرلی جائے، ان بیماریوں سے نجات کے لئے ہمارے سلف نے جو عبادت نہیں کی ہم بھی نہیں کرسکتے، یہ ایک کامل دین ہے، اور دین میں نئی عبادت ایجاد کرنا قابل مذمت عمل ہے، بلکہ وہ تو مصیبتوں کو دعوت دینے کا سبب ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ہر اس کام کی توفیق دے جو اسے محبوب اور پسندیدہ ہے، اور ہر طرح کے مصائب ومشکلات نیز وبائی بیماری اور مشقتوں کو ہم سے دور فرمادے، ہر شر سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین تقبل یارب العالمین۔

سُبحانَك اللَّهمَّ وبحمدِك أشهَدُ أنْ لا إلهَ إلّا أنتَ أستغفِرُك وأتوبُ إليكَ۔

✱✱✱✱